© rasailojaraid.com

غلام احمد قادیانی نے اس حد سے بڑھ کر دائرہ اسلام سے ہی خروج کر لیا اور دوسروں کی تکفیر کی اور اُن کو گالیاں دیں۔ تب یہ بات کیسے معقول ہو سکتی ہے کہ دائرہ اسلام سے نکلنے کے جرم کا ارتکاب کرنے والا دائرہ اسلام میں رہ کر ایک دوسرے سے اختلاف کرنے والوں پر طعن و تشنیع کرتے۔ "مباہلوں" سے اِس دنیا میں حق و باطل کے فیصلے نہیں ہوتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بھر میں صرف ایک بار متعصب مخالفین کو "مباہلہ" کا چیلنج دیا ہے وہ بھی وحیِ الٰہی کے تحت۔ تو اس خاص اور استثنائی مثال کی بنیاد پر ہر کسی کو مباہلہ کا عام حق نہیں مل جاتا۔ نہ ہی اللہ تعالیٰ نے اس کو غلبۂ حق کا ذریعہ بنانے کی ہدایت دی ہے، اس لیے یہ کام تحریک اسلامی کے کرنے کا نہیں ہے۔

آیت تطہیر اور آیت مودّۃ

مولانا عبدالمالک صاحب (شعبہ استفسارات)

سوال: مولانا مودودیؒ صاحب کی چند کتب و رسائل کا میں نے مطالعہ کیا ہے۔ بلاشبہ مولانا عظیم اہلِ علم اور اہلِ نظر علماء میں سے ہیں لیکن یار لوگ پراپیگنڈہ کرتے ہیں کہ مولانا صاحب ناصبی خیالات رکھتے تھے۔ ابن تیمیہ کے پیرو تھے۔ آپ میری یہ اُلجھنیں دور فرما کر مجھ پر احسان کریں۔ اور خط ہی میں یہ لکھیں کہ ان دو آیات کی مولانا صاحب نے تفسیر کیا فرمائی ہے، تفہیم القرآن میں۔

ا۔ آیت تطہیر کی کہ "اللہ ارادہ رکھتا ہے اے محمدؐ آپ کو اور آپ کے اہل بیت

لہ ملّتِ اسلامیہ میں کئی صدیوں سے فرقہ بندی اور دین و سیاست کی تفریق اور مختلف حوادث کے زیرِ اثر جو عام اخلاقی انحطاط واقع ہوا ہے، اور جس کی اصلاح کی مساعی بھی جاری رہی ہیں، اسے اگر کوئی شخص اپنے مہدی اور مسیح موعود ہونے کے دعوے کی دلیل بنائے تو پھر یہ دلیل تو صدیوں پہلے بھی موجود تھی اور آج قادیانیت کے کارناموں کے بعد بھی موجود ہے اور آئندہ بھی موجود رہ سکتی ہے تو کیا پھر نت نئے افراد مہدی اور مسیح موعود کا دعویٰ کرتے رہیں گے۔ (مدیر)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کو (ترجمہ یہ ہے "آپ کے گھر والوں کو" — ن ۔ ص) پاک رکھنے اور کرنے کا کہ جیسا پاک رکھنے کا حق ہے"۔

۲ — دوسری یہ کہ آیت قرآن کہ " اے رسولؐ کہہ دیجیے کہ میں رسالت کی اُجرت تم سے کوئی نہیں مانگتا ۔ ماسوائے اس کے میری اہلِ بیت کی محبت و اطاعت کرو"

بعض علماء لوگ کہتے ہیں کہ مولانا صاحب نے یہ بات آیات کی تفسیر میں گول مول کر دی ہے، واضح لکھا ہی نہیں، جو کہ بدنیتی پہ استوار ہے۔ کچھ کہتے ہیں کہ مولانا نے یہ غلط تفسیر کی ہے۔ لہٰذا آپ خدارا بذریعہ لیٹر وضاحت کر کے مجھے مشکور فرما دیں۔ تاکہ میں اس کی روشنی میں تفسیر تفہیم القرآن خرید کر اپنی کچھ نہ کچھ عاقبت سنوار سکوں۔ لوگ بلکہ علماء تک پروپیگنڈا کرتے ہیں، بڑے یقین سے کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ! مولانا مودودیؒ صاحب میں تو انحراف اہلِ بیت و آلِ محمدؐ پایا جاتا ہے بلکہ لوگ مولانا کو ناصبی کہتے ہیں اور تقاریر میں کہتے ہیں کہ اُن کا ترجمہ قرآن ہرگز نہ پڑھنا ورنہ مسلمان ہی نہ رہو گے۔ خدا کے لیے آپ مجھے بذریعہ خط مندرجہ بالا سوالات کا جواب دے کر مطمئن فرمایئے گا۔

جواب :۔ یہ حقیقت ہے کہ مختلف گروہوں نے مولانا کے خلاف مختلف قسم کے پروپیگنڈے کیے ہیں تاکہ اپنے گروہ کے افراد کو مولانا کے لٹریچر کے مطالعہ سے روکا جاسکے، اہلِ سنّت کے متوسلین نے یہ پروپیگنڈا کیا کہ مولانا مودودیؒ شیعہ ہیں، شیعوں نے یہ پروپیگنڈا کیا کہ مولانا مودودیؒ ناصبی ہیں، بعض نے یہ پروپیگنڈا کیا کہ مولانا خلفائے راشدین کی توہین کرتے ہیں اور بعض نے یہ کہا کہ مولانا اہل بیت کی توہین کرتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سب پروپیگنڈا ہے۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے گروہی عصبیتوں سے ہٹ کر اسلام کی صحیح صحیح ترجمانی کی ہے اور جو شخص بھی چاہے اس کا کسی بھی مذہبی گروہ سے تعلق ہو، آپ کی طرح گروہی عصبیت سے بالاتر ہو کر مولانا کے لٹریچر کا مطالعہ کرتا ہے تو وہ اصل حقیقت کو پا لیتا ہے۔ مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ اہل بیت سے بھی اسی طرح محبت کرتے ہیں جس طرح خلفاء راشدین سے۔ "حدیث ثقلین" کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کتاب اللہ اس لیے بھاری چیز ہے کہ وہی ہدایت کا سرچشمہ ہے اور اسے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چھوڑنا یا اس سے منحرف ہونا تباہی وضلالت کا موجب ہے۔ اور اہل بیت کو بھاری
اس لیے فرمایا کہ ہمیشہ اکابر نوع انسانی کے اہل بیت ان کے پیروؤں کے لیے
سخت وجہ آزمائش ثابت ہوتے ہیں۔ کسی نے ان کے حق میں افراط کی ہے اور غلو
کر کے پیرزادوں کو معبود بنا ڈالا ہے اور کسی نے ان کے حق میں تفریط کی ہے اور
ان پر ظلم وستم ڈھائے ہیں تاکہ اُمت کو جو فطری عقیدت اپنے رہبر اور ہادی کے
خاندان والوں سے ہوتی ہے اس کو زبردستی دبا دیا جائے۔ اسی غرض کے لیے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اہل بیت کے معاملے میں تمہیں خدا کی یاد دلاتا
ہے۔ یعنی ان کے معاملے میں خدا سے ڈرو اور افراط و تفریط کے پہلو اختیار کرنے
سے بچو۔" (رسائل و مسائل حصہ دوم ص ۳۳۸)

رہی یہ بات کہ فلاں آیت کی تفسیر کرتے ہوئے اس آیت سے بھی صرف محبت اہل بیت ثابت
کی ہے یا نہیں تو اس سلسلہ میں ہماری رائے یہ ہے کہ محبت اہلِ بیت کے لیے ایسا کرنا ضروری
نہیں ہے کہ کسی متعین آیت کی تفسیر کرتے ہوئے بھی اسے اہلِ بیت کے ساتھ مختص کر دیا جائے۔
سورۂ احزاب کی آیت ۳۳ جس کے متعلق آپ نے سوال کیا ہے اس کی تشریح کرتے ہوئے مولانا
نے ازواج مطہراتؓ کے ساتھ خاندان کے دیگر افراد حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرات
حسن حسین کو بھی اس کا مصداق قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں:-

"لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ اہل بیت کا لفظ صرف ازواج کے لیے استعمال ہوا ہے
اور اس میں دوسرا کوئی داخل نہیں ہو سکتا تو یہ بات غلط ہوگی۔ صرف یہی نہیں کہ "گھر والے"
کے لفظ میں آدمی کے سب اہل و عیال شامل ہوتے ہیں۔ بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود
تصریح فرمائی ہے کہ وہ بھی شامل ہیں۔ ابن ابی حاتم کی روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ
سے ایک مرتبہ حضرت علی کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا "سالنی عن رجل
کان احب الناس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکانت
تحتہ ابنتہ واحب الناس الیہ، تم اس شخص کے متعلق پوچھتے ہو، جو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین لوگوں میں سے تھا اور جس کی بیوی حضور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی وہ بیٹی تھی جو آپ کو سب سے بڑھ کر محبوب تھی۔ اس کے بعد حضرت عائشہ نے یہ واقعہ سنایا کہ حضورؐ نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ان پر ایک کپڑا ڈال دیا اور دعا فرمائی اللّٰھم ھولاء اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیراً۔ خدایا یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے گندگی دور کر دے اور انہیں پاک کر دے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا "میں بھی تو آپ کے اہل بیت میں سے ہوں" (یعنی مجھے بھی اس کپڑے میں داخل کر کے دعا فرمایئے) حضورؐ نے فرمایا "تم الگ رہو تم تو خیر ہو ہی"۔

(تفہیم القرآن جلد چہارم ص ۹۳)

مولانا نے بات گول مول نہیں کی لیکن بعض شیعہ حضرات کو یہ بات پسند نہیں کہ "اہل البیت" کا مصداق ازواج مطہرات کو بھی قرار دیا جائے۔ اس لیے وہ اس سے ناراض ہو کر اسے گول مول قرار دے رہے ہیں۔ اسی طرح بعض اہل سنت حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس آیت کا مصداق نہ قرار دینے پر مصر ہیں اس لیے وہ بھی ناراض ہیں۔ لیکن مولانا نے دلائل سے انصاف اور اعتدال کی بات کہی ہے آپ خود مولانا کی تفسیر حاصل کر کے متعلقہ مقام کا مطالعہ کریں تو آپ کا دل گواہی دے گا کہ انصاف کی بات وہی ہے جو مولانا نے کی ہے[۱]۔

---

[۱] دینی حقائق جب مختلف فرقوں کے پیشواؤں کے ہاتھوں تاویلات کے خراد پر چڑھتے ہیں تو ایک سیدھی صاف بات کو سمجھنا بھی عام آدمی کے لیے مشکل ہو جاتا ہے۔ جناب مستفسر آیت متذکرہ کو قرآن میں نکالیں اور ذاکروں اور مناظرہ کیش مولویوں کے تمام فرمودات کو ایک طرف رکھ کر ارشادِ الٰہی کو دیکھیں۔ معاملہ ایک آیت کا نہیں، پورا رکوع ایک ہی سلسلۂ بیان میں ہے، خصوصاً آیات ۳۲، ۳۳ اور ۳۴ کے درمیان واؤ عطفی اہم ہے۔ یعنی سلسلہ کلام ایک ہی ہے۔ آغاز ہوتا ہے "یا نساءَ النبیِّ" سے اور اختتام ہے "لیطھرکم تطھیراً" پہ۔ یہاں احکام یہ ہیں:- ۱۔ "لا تخضعن بالقول" ۲۔ "قُلنَ قولاً معروفاً" (باقی بر صفحہ آئندہ)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسی طرح سورۃ شوریٰ کی آیت ۲۳ میں " الا المودۃ فی القربیٰ " کی مختلف تفسیریں کرتے ہوئے اس تفسیر کو ترجیح دیتے ہیں کہ.....

" میں تم سے اس کام پر کوئی اجر نہیں چاہتا مگر یہ ضرور چاہتا ہوں کہ تم (یعنی اہل قریش) کم از کم اس رشتہ داری کا تو لحاظ کرو جو میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ تم میری بات مان لیتے لیکن اگر تم نہیں مانتے تو یہ ستم تو نہ کرو کہ سارے عرب سے بڑھ کر تم ہی میری دشمنی پر تُل گئے ہو....." یہ حضرت عبداللہ بن عباس کی تفسیر ہے جسے بکثرت راویوں کے حوالہ سے امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن جریر، قتادہ، سُدّی، ابو مالک، عبدالمالک بن یزید بن اسلم، ضحاک عطاء بن دینار اور دوسرے اکابر مفسرین نے بھی بیان کیا ہے....."

(تفہیم القرآن جلد ۴ ص ۵۰۱)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

۳۔ "وقرن فی بیوتکن" ۴۔ "لا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ" ۵۔ " اقمن الصلوٰۃ " ۶۔ " اٰتین الزکوٰۃ " ۷۔ " اطعن اللہ و رسولہ " ۔ ان احکام کے خلتے پر فرمایا گیا کہ " انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ۔

سوال یہ ہے کہ رجس کو دور کرنے اور مرتبۂ تطہیر پر لانے کے لیے جو اعمال بتائے گئے، ان کا خطاب تو نساء النبیؐ سے ہے، لیکن آخر میں جب ان اعمال کے نتائج سے بہرہ مند کرنے کے لیے اہل بیت کے الفاظ استعمال کیے گئے تو " نساء النبیؐ " سے روئے سخن ہٹ گیا۔ کیا یہ بات عام سطح کی عقل میں سما سکتی ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اہل بیت کا دائرہ ذرا وسیع ہے۔ (مدیر)

© rasailojaraid.com